Regd. E.P. no 861

رجسٹرڈ ای پی نمبر ۸۶۱

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

غیر معمولی نمبر

بدر

قادیان

ایڈیٹر:۔
ملک صلاح الدین ایم۔ اے
اسسٹنٹ ایڈیٹر:۔
محمد حفیظ بقا پوری

قیمت
فی پرچہ
۲/

جلد ۳ | ۱۶ امان ۱۳۳۳ ہش ۱۰ رجب ۱۳۷۳ھ مطابق ۱۶ مارچ ۱۹۵۴ء | نمبر ۱۱

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا

پیغام

ربوہ۔ حملہ کے بعد سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے زخمی ہونے کی حالت میں مندرجہ ذیل پیغام جماعت کے نام دیا:۔

برادران! آپ نے مجھ پر ایک نادان دشمن کے حملہ کرنے کے بارہ میں سُن لیا ہے۔ خدا تعالیٰ ان لوگوں کو آنکھیں کھولنے اور انہیں اسلام اور حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق اپنے فرائض سمجھنے کی توفیق دے۔

میرے بھائیو! دعا کرو اگر میرا وقت آپہنچا ہے تو اللہ تعالیٰ میری روح کو اطمینان بخشے اور اپنے فضل نازل فرمائے۔ اور یہ بھی دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل ورحم سے آپ کو ایسا رہنما دے جو اس کام کے لئے مجھ سے زیادہ اہل ہو۔

میں ہمیشہ آپ لوگوں سے اپنی بیویوں اور بچوں سے بھی زیادہ محبت کرتا رہا ہوں۔ اور اسلام واحمدیت کے لئے ہر پیاری سے پیاری چیز قربان کرنے کے لئے تیار رہا ہوں۔ میں آپ سے اور آپ کی آئندہ آنے والی نسلوں سے یہ بھی توقع رکھتا ہوں کہ آپ بھی ہمیشہ ایسے ہی رہیں گے۔ خدا آپ کے ساتھ ہو۔ والسلام

خاکسار مرزا محمود احمد

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز پر

حملہ کی تفصیلات

جبکہ احباب جماعت نے اخبار بدر کی ۱۴ مارچ کی اشاعت میں سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز پر ایک ناہنجار کے حملہ کی خبر سُن لی ہوگی۔ قادیان سے چوہدری عبدالقدیر صاحب واقف زندگی کو اس واقعہ کی تفصیلات اور صحیح حالات کا علم حاصل کرنے کے لئے بھجوایا گیا۔ چنانچہ انکے ذریعہ ۱۲ مارچ تک کے جو حالات معلوم ہوئے وہ حسب ذیل ہیں:۔

حملہ کی تفصیل

حملہ آور جو نوجوان مگر بہت ہوشیار اور چالاک معلوم ہوتا ہے۔ اور پہلے سے ربوہ آکر حالات دیکھتا رہا۔ اس نے حضرت اقدس سے ملاقات کی بھی کوشش کی اور بیعت کی بھی خواہش کی۔ مورخہ ۱۰ مارچ بدھ کے روز عصر کی نماز کے بعد جب سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ سلام پھیر کر محراب کے دروازہ سے باہر نکل رہے تھے۔ اور پہرہ دار کا منہ بھی دوسری طرف تھا۔ اُس نے اچانک لپک کر ایک ہاتھ حضور کے بائیں کندھے پر رکھا اور دوسرے ہاتھ سے بہت زور کے ساتھ پیٹھ کی طرف سے حضور کی گردن پر (دائیں طرف) اس طرح وار کیا کہ چاقو شہ رگ کو جا لگے۔ چاقو بہت تیز تھا اور حملہ کی تیزی سے ٹیڑھا ہوگیا۔ اور قریباً ۲½ انچ گہرا زخم آیا۔ اور ڈاکٹر کا بیان ہے کہ شہ رگ تک اس قدر قریب چاقو پہنچ گیا تھا۔ کہ اگر ذرا آگے جاتا تو شہ رگ کٹ جاتی۔

حضرت اقدس نے سمجھا کہ کوئی پتھر لگا ہے۔ یا دیوار گر گئی ہے۔ حضور نے چوٹ کی جگہ ہاتھ رکھ لیا اور صدمہ کی شدت سے پاؤں لڑکھڑا کر گرنے لگے کہ پہرہ دار نے یہ سمجھ کر کہ حضور کو ضعف ہوگیا ہے۔ حضور کو تھیک کر سنبھالا۔ اس وقت حملہ آور نے ایک اور وار کیا مگر وہ حضرت اقدس کی جگہ پہرہ دار کو لگا اور وہ بھی زخمی ہے۔ اسکے علاوہ پکڑتے پکڑتے میں دو تین اور احمدی زخمی ہوئے۔ اور بڑی مشکل سے اس نوجوان کو قابو کیا گیا جو یا علی کے نعرے لگا رہا تھا۔

اسی وقت ساری جماعتوں کو تاریں دی گئیں اور افسران کو بھی۔ جو بیسیوں دیگر سے ربوہ پہنچ گئے۔ اور اب حملہ آور پولیس کی حراست میں ہے۔ پہلے وہ حیلا بن کر بے ہوش بھی ہوگیا تھا۔ مگر اب بولتا ہے۔ اور پولیس کو اس نے اپنا نام اور پتہ بتایا ہے۔ لائلپور کے ایک سکول کا طالب علم بتاتا ہے۔ ممکن ہے حملہ آور نوجوان کسی کا پڑھایا ہوا ہو۔

اور بہت ممکن ہے کہ سوچی سمجھی سکیم کے ماتحت اس سے حملہ کرایا گیا ہو۔ کیونکہ اس طرح کا حملہ اس کے ذاتی جوش اور انتقام کا ذریعہ نہیں ہوسکتا۔

محکمہ پولیس اور سرکاری افسران

پولیس معاملہ کی تفتیش کر رہی ہے۔ لاہور کے چیف منسٹر صاحب نے ہمدردی کا فون کیا۔ گورنر صاحب کی تار بھی آئی۔ ملتان کے کمشنر صاحب اور ڈی آئی جی پولیس بھی پہنچ گئے۔ اور جھنگ کے ڈی سی صاحب اور ایس پی صاحب بھی آگئے۔ اور حضور کی طبیعت پوچھنے کے لئے سرگودھا کے ڈی سی صاحب بھی آئے۔

مرہم پٹی ۔ شہ رگ بال بال بچی

حملہ کے بعد ابتدائی مرہم پٹی صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب نے کی اور ٹانکے لگائے۔ مگر رات کو ڈاکٹر ریاض قدیر صاحب نے لاہور سے آکر دوبارہ زخم کھولا اور ساری رات جاگتے گذری۔ انہوں نے بتایا کہ زخم ¾ انچ گہرا نہیں بلکہ ۲¼ انچ گہرا ہے۔ اور یہ کہ شہ رگ بال بال بچی ہے۔

احباب جماعت ربوہ کو

جوں ہی اس اندوہناک وقوعہ کی اطلاع جماعتوں میں پہنچی دشمع خلافت کے پروانے دیوانہ وار اپنے محبوب آقا کی زیارت کے لئے ربوہ کو روانہ ہوگئے۔ چنانچہ اب جماعتوں کے وفد کثرت کے ساتھ آرہے ہیں۔ اور انہیں حضور کے سامنے سے گزار کر سلام کرا دیا جاتا ہے۔

حضور رو بصحت ہیں

خدا کے فضل سے حضور کو ہوش ہے اور باتیں کرتے ہیں۔ البتہ بخار ہو جاتا ہے اور درد اور کمزوری کافی ہے۔ احباب جماعت اپنے مقدس آقا کی کامل صحت۔ اور درازیٔ عمر کے لئے بالالتزام دعائیں کرتے رہیں۔

حملہ آور کی شناخت

اخبار روزنامہ ملت لاہور میں شائع شدہ تفصیلات سے معلوم ہوا ہے کہ حملہ آور شروع میں اپنے آپ کو گونگا ظاہر کرتا رہا جس کی وجہ سے اس کی شناخت میں کچھ دشواری پیش آئی لیکن پنجاب سی آئی ڈی بعد میں اس کی شناخت میں کامیاب ہوگئی۔ حملہ آور ایک تنومند جوان نوجوان ہے۔ جس کا رنگ سیاہی مائل ہے۔ اس کا نام عبدالحمید اور باپ کا نام منصب دار ہے۔ وہ جالندھر کا رہنے والا ہے۔ اب چک ۲۲۱ گ۔ ب ضلع لائلپور میں رہتا ہے۔

کار اُلٹ گئی

لاہور۔ ۱۰ مارچ شام کو ۴ بجے جب سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز پر حملہ کی اطلاع لاہور پہنچی۔ تو ڈاکٹر محمد یعقوب خان صاحب۔ ڈاکٹر مسعود صاحب۔ ڈاکٹر ریاض قدیر صاحب موٹر پر فوراً روانہ ہوگئے۔ ایک موٹر جس میں چوہدری اسد اللہ خان صاحب شیخ بشیر احمد صاحب ایڈووکیٹ ڈاکٹر محمد یعقوب خان صاحب اور مولوی عبدالرحیم صاحب درد سوار تھے تیز رفتاری کے باعث ربوہ سے دو میل پر الٹ گئی۔ جس سے شیخ بشیر احمد صاحب کی پسلی اور ڈاکٹر محمد یعقوب خان صاحب کی ہنسلی ٹوٹ گئی۔ اور دوسری سواریاں بھی شدید زخمی ہوئیں۔ احباب جماعت جملہ مجروحین کی کامل شفایابی کے لئے بھی دعا فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا جس آن ان سے ڈاکٹر ریاض قدیر دوسری کار میں جا رہے تھے جنہوں نے ربوہ پہنچ کر حضور کی مرہم پٹی کی۔

بھائی عبدالرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے رادھا آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی کی صحت کے متعلق مزید تفصیلات

جیسا کہ مندرجہ تفصیلات سے ظاہر ہے کہ ابتدائی مرہم پٹی صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب نے کی۔ اور رات کے وقت ڈاکٹر ریاض قدیر صاحب نے ٹانکے کھول کر زخم کا معائنہ کیا۔ اور خود مرہم پٹی کی۔ اگلے روز یعنی مورخہ ۱۱ / ۳ / ۵۴ کی صبح سے ۱۲ / ۳ / ۵۴ کے ساڑھے چار بجے تک کے عرصہ میں حضرت اقدس کی صحت کے بارہ میں جو اعلانات ساتھ ربوہ میں کئے گئے وہ حسب ذیل ہیں:-

۱۱ / ۳ / ۵۴ دس بجے دن کے قریب ڈاکٹر ریاض قدیر صاحب نے زخم کی حالت کو دیکھا اور اطمینان کا اظہار کیا۔ اور دوبارہ پٹی کی۔ حضور نے جب ان سے دریافت فرمایا کہ کیا لاہور جانے کی ضرورت تو نہیں۔ اس کا جواب انہوں نے فرمایا انشاء اللہ نہیں بلکہ شام کی نسبت حرارت میں کمی ہے۔ اور نبض کی حالت بھی خدا کے فضل سے اچھی ہے۔ حضور کی عام طبیعت سے اطمینان کے آثار پائے گئے۔ اس وقت ½ ۱۱ بجے ہیں۔ کوئی خاص بات قابل نوٹ نہیں ہے۔

۱۱ / ۳ / ۵۴ رپورٹ ½ ۴ بجے دوپہر۔ قبل دوپہر سے اس وقت تک حضور کی عام حالت پہلے جیسی ہے۔ اور اس وقت ٹمپریچر پہلے کی نسبت زیادہ ہے۔ زخم کی جگہ پر درد اور اینٹھن زیادہ محسوس ہوتی ہے جس کا اثر گلے کے اندر بھی محسوس ہوتا ہے۔ احباب دعائیں جاری رکھیں۔

۱۱ / ۳ / ۵۴ شام چھ بجے عام حالت ½ ۴ کی رپورٹ جیسی ہے۔ زخم میں درد زیادہ ہے

۱۲ / ۳ / ۵۴ بوقت سات بجے صبح سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی رات سکون سے گزری۔ الحمد للہ صبح پانچ بجے پنسلین کا ٹیکہ لگایا گیا۔ اس وقت تھرمامیٹر کے ذریعہ ٹمپریچر معلوم کیا گیا جو ۹۹.۳ ہے۔ نبض خدا کے فضل سے درست ہے۔ اس وقت حضور آرام فرما رہے ہیں۔ کمزوری اور درد بدستور ہے۔ عام حالت آہستہ آہستہ رو بصحت ہے۔ دوست دعا کرتے رہیں۔

۱۲ / ۳ / ۵۴ بوقت ۱۲ بجے دوپہر حضور کے زخم کی حالت اللہ تعالیٰ کے فضل سے کل شام کی نسبت بہتر ہے۔ درد میں بھی بہت کمی ہے۔ گردن میں سوزش کی وجہ سے کھانسی کی شکایت ہوگئی ہے۔ طبیعت میں نقاہت ہے۔ احباب دعائیں جاری رکھیں۔

۱۲ / ۳ / ۵۴ - ½ ۴ بجے شام۔ دوپہر کے بعد حضور کو کپکپی اور سردی کی شکایت زیادہ محسوس ہو رہی ہے۔ نقاہت ہے بخار بھی صبح کی نسبت زیادہ ہے۔ احباب حضور کی صحت کے لئے دعائیں جاری رکھیں

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے متعلق تازہ ترین اطلاع

ربوہ - ۱۳ / مارچ۔ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے بذریعہ تار اطلاع فرماتے ہیں کہ:-

"حضور کی گزشتہ رات آرام سے گزری۔ صبح کے وقت بخار پہلے سے کم تھا۔ عام صحت آہستہ آہستہ ترقی پر ہے۔ البتہ کمزوری اور درد باقی ہے۔ مقامی ڈاکٹر برابر خدمت میں موجود رہتے ہیں لیکن ڈاکٹر ریاض قدیر صاحب کل ربوہ آ کر حضور کے زخم کا معائنہ کریں گے۔"

احباب اپنے محبوب و مقدس آقا کی صحت کاملہ اور درازیٔ عمر کے لئے بالالتزام دعائیں کرتے رہیں۔

مقامی خبریں!

قادیان - ۱۳ / مارچ۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ پر چاقو سے حملہ کی خبر پا کر فوری طور پر قادیان سے چوہدری عبد القدیر صاحب واقف زندگی کو ربوہ روانہ کیا گیا تا تفصیلی حالات کا علم لائیں۔ چنانچہ ۱۳ / مارچ کو ½ ۴ بجے بعد دوپہر کی گاڑی چوہدری صاحب موصوف واپس قادیان پہنچے۔ قادیان کا ہر درویش نہایت بیقراری سے اپنے محبوب آقا کی صحت کے بارہ میں اطلاع پانے کا منتظر تھا چنانچہ بعد مشورہ اس بات کا اعلان کیا گیا کہ تمام درویشان بعد نماز عشاء مسجد میں جمع ہو جائیں اور مستورات بیت الفکر میں آ جائیں۔ اس خیال سے کہ تمام حاضرین تک آواز آسانی سے پہنچ سکے لاؤڈ سپیکر کا انتظام کر دیا گیا۔ مقررہ وقت سے پہلے محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے چوہدری صاحب سے تفصیلی حالات اچھی طرح دریافت کر لئے تھے چنانچہ بعد نماز عشاء تلاوت قرآن کریم اور سیدنا حضرت امیر المومنین کی نظم "دشمن کو ظلم کی برچھی سے ..." کے بعد محترم صاحبزادہ صاحب نے سیدنا حضرت اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ پر کئے گئے حملہ کی تفصیلات بیان فرمائیں۔ اس سلسلہ میں اخبار ملت میں شائع شدہ نوٹ بھی پڑھ کر سنایا۔ اسکے بعد چوہدری عبد القدیر صاحب نے بھی اُن امور پر روشنی ڈالی جو بیان ہونے سے رہ گئے تھے۔ بعد ازاں صاحبزادہ صاحب نے اخبار ملت میں شائع شدہ حضرت اقدس کا پیغام سنایا جسے سنکر درویشوں کی چیخیں نکل گئیں اور جلسہ کے اختتام پر نہایت رقت اور سوز سے ایک لمبی دعا کی گئی۔ خدا تعالیٰ ہمارے محبوب آقا کو صحت و سلامتی کی لمبی عمر عطا فرمائے اور وہ وقت جلد لائے جب یہ مصائب و آلام کے بادل چھٹ جائیں اور ساری دنیا میں اسلام کی امن بخش تعلیم پھیل جائے اور مخلوق خدا کے دل صاف ہو کر باہمی الفت و محبت سے زندگی کے دن گزاریں۔ آمین۔

قادیان - ۱۵ / مارچ۔ محترم صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ جو چند روز ہوئے بہار میں اپنے عزیزوں سے ملاقات کے لئے پاکستان سے عارضی ویزہ پر تشریف لے گئے تھے اس حادثہ کی اطلاع ملنے پر کل قادیان تشریف لے آئے۔ آج واپس ربوہ روانہ ہو گئے ہیں۔ خدا تعالیٰ بخیریت پہنچائے۔ آمین۔

پریس تار

ربوہ ۱۱ / مارچ۔ مندرجہ تار روزنامہ المصلح کراچی کو بغرض اشاعت ارسال کی گئی تھی۔ جو قارئین بدر کے لئے شائع کی جاتی ہے۔

گذشتہ رات ڈاکٹر ریاض قدیر صاحب لاہور سے تشریف لائے۔ اور زخم کو دیکھ کر فیصلہ کیا کہ زخم ابتدائی تشخیص کے خلاف زیادہ گہرا معلوم ہوتا ہے۔ اس لئے مشورہ دیا کہ ٹانکے کھول دیئے جائیں اور زخم دوبارہ صاف کیا جائے۔ چنانچہ زخم دوبارہ کھولا گیا۔ اور معلوم ہوا کہ زخم بجائے ½ گہرا ہونے کے ۲ انچ سے بھی زیادہ گہرا ہے۔ اور رگ گردن کے بالکل قریب پہنچ گیا ہے۔ اور عین شاہ رگ پر جا کر رُک گیا ہے۔ زخم کے اندر منجمد خون پایا گیا جو کہ چند گھنٹوں کے اندر خطرناک ثابت ہو سکتا تھا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ دو درمیانہ ناپ کی شریانیں کٹ گئی ہیں اور ان سے خون بہ رہا ہے۔ گوشت کا ایک پٹھا بھی بالکل کٹ گیا ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے سب سے پہلے کٹی ہوئی خون کی شریانوں کو باندھ کر خون بند کیا۔ اور پھر گوشت کے پٹھے کو سی کر جوڑ دیا۔ اور پھر بیرونی حصہ زخم پر جلد میں ٹانکے لگا کر زخم کو بند کر دیا۔ اپریشن پر کل ایک گھنٹہ سے زیادہ وقت خرچ ہوا۔ اتوار کے روز ڈاکٹر صاحب دوبارہ ربوہ تشریف لا کر زخم کا معائنہ کریں گے۔ ابھی تک بخار ہے۔ اور ہر حرکت پر شدید درد محسوس ہوتی ہے۔ دوست دعائیں جاری رکھیں۔

(پرائیویٹ سیکرٹری حضرت خلیفۃ المسیح)

قطعہ

از مکرم قاضی ظہور الدین صاحب اکمل لاہور

(یہ قطعہ ایک سحر بیدار ہوتے ہی بغیر کسی ذکر و فکر کے زبان پر جاری ہوا (اکمل)

ربانیوں کا ربوہ یارب رہے سلامت
اعجاز احمدیت محمود کی کرامت
اسلام کی اشاعت اسکی ہو مرکزیت
قائم رہے نظارت دائم رہے امامت

یوم التبلیغ

۲۸ / مارچ ۱۹۵۴ء

جیسا کہ احباب کو اخبار بدر کی ایک گذشتہ اشاعت سے علم ہو چکا ہوگا کہ مورخہ ۲۸ / مارچ کو یوم التبلیغ منایا جائے گا۔ لہٰذا مناسب ہے کہ ہر جماعت کے سیکرٹری تبلیغ مقامی مبلغ اور عہدیداران جماعت سے مل کر اس روز کے لئے ایک جامع پروگرام مرتب کریں۔ جس میں مندرجہ ذیل امور کو خاص طور پر مدنظر رکھا جائے:-

۱- کتابوں اور ٹریکٹوں کے ذریعہ کس طرح زیادہ سے زیادہ افراد تک پیغام احمدیت پہنچایا جا سکتا ہے۔

۲- زبانی تبلیغ ہر شخص اپنے تعلق دار۔ واقفکار افراد کے گھر پر یا دکان پر جا کر اُسے محبت و پریم سے احمدیت کا امن بخش پیغام پہنچائے۔

۳- احمدی اصحاب اپنے گھروں کے سامنے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات کے بعض قطعات نمایاں طور پر لکھوا کر آویزاں کریں۔ نیز

۴- لوگوں کے زیادہ اجتماع کے مقامات پر اگر ممکن ہو تو رات کے وقت تبلیغی جلسہ کیا جائے

مقامی حالات کے مطابق مرکز سے لٹریچر دفتر ہذا سے طلب کریں۔

علاوہ ازیں مستورات میں بھی تحریک کی جائے کہ وہ بھی اپنی واقفکار مستورات کے گھروں پر پہنچ کر پیغام احمدیت پہنچائیں۔ بالآخر مرتب کردہ پروگرام پر عمل پیرا ہو کر اس روز کی تفصیلی رپورٹ دفتر ہذا میں ارسال فرمائیں۔

(ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان)

اولوالعزم رہنما - اور صبر کی انتہاء

—— از اسسٹنٹ (ایڈیٹر) ——

اے انسان تو کس قدر نا عاقبت اندیش ہے۔ جو شخص تیرے لئے حقیقی خیر خواہ اور مجسم رحمت بن کر آیا تو اُس کے در پے آزار رہا۔ اُس کے خون کا پیاسا بنا۔ ہاں ہابیل کی متقیانہ زندگی تیرے آتش حسد کو بڑھکانے کا موجب بنی اور بھائی کا خون ہی اُسے بجھا سکا۔ بے شک بعد میں کفِ افسوس ملتا رہا اور بہت پچھتایا مگر تو نے اپنی اصلاح نہ کی انسانیت کے درد مند ابراہیم کے لئے تو نے ہی آگ روشن کی اور اُسے بھسم کر دینے کا منصوبہ باندھا۔ ہاں تیری ہی آتش سوزاں نے زکریا پر آروں کو تیز کیا۔ اور تیرا جوش ختم نہ ہوا۔ مسیح ناصری کو صلیب پر مار دینے کی تو نے کوشش کی مگر ناکام رہا!!

سید ولدِ آدم رحمۃ للعالمین محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم تئیس سالہ زندگی میں تیرے حسد اور غیظ و غضب کی چنگاری متعدد بار مشتعل ہوئی اور تو آگ کے انگاروں کو اپنے محسنِ اعظم پر پھینکتا رہا۔ ہاں تو ہی ہے جس نے جنگِ اُحد کے موقعہ پر بھاری پتھر اُٹھا کر رحمتِ مجسم کو دے مارا۔ اور باوازِ بلند کہا:-

لَقَدْ قَتَلْتُ مُحَمَّدًا

میں نے محمدؐ کا کام تمام کر دیا۔

متعدد بار ایسے ہی ناپاک ارادوں سے محبوب خدا پر حملہ آور ہوا۔ لیکن اگر واللہ یعصمك من الناس اور لہٗ معقبات من بین یدیہ ومن خلفہ یحفظونہ من امر اللہ کی الٰہی حفاظت نہ ہوتی تو اپنے منصوبوں میں کامیاب ہو چکا تھا!!

تو نے ہی خلیفہ ثانی حضرت عمرؓ کو نماز پڑھتے مسجد میں اپنے وار کا نشانہ بنایا۔ حضرت عثمانؓ کو تو نے شہید کیا۔ حضرت علیؓ کے خون سے تو نے ہی اپنا کلیجہ ٹھنڈا کیا اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے لختِ جگر امام حسینؓ کو تو نے ہی کربلا کے میدان میں شہید کیا!!

اگرچہ تیری تاریخ خونِ شہیداں سے حد درجہ داغدار ہو چکی تھی اور تو اس قابل نہ تھا کہ تجھے صفحہ ہستی پر رہنے دیا جاتا۔ لیکن ربِّ اکریم خدا کی رحمت نے پھر جوش مارا تیری ہدایت کے سامان ہوئے۔ روحانیت کی ہوائیں چلنے لگیں مگر تیرے بیمار دل کو رحمت کی ہوائیں موافق نہ آئیں۔ تُو نے اپنی تاریخ کو پھر دُہرایا!!

آخری زمانہ کے برگزیدہ نے تجھے محبت سے کہا:-

" اے عقلمندو! میرے کاموں سے مجھے پہچانو۔ اگر مجھ میں وہ کام اور وہ نشان ظاہر نہیں ہوتے جو خدا تعالےٰ کے تائید یافتہ سے ظاہر ہونے چاہئیں تو تم مجھے مت قبول کرو۔ لیکن اگر ظاہر ہوتے ہیں تو اپنے تئیں دانستہ ہلاکت کے گڑھے میں مت ڈالو۔ بد ظنیاں چھوڑ دو۔ بدگمانیوں سے باز آؤ۔ کہ ایک پاک کی توہین کی وجہ سے آسمان سرخ ہو رہا ہے اور تم نہیں دیکھتے اور فرشتوں کی آنکھوں سے خون ٹپک رہا ہے۔ اور تمہیں نظر نہیں آتا۔ خدا اپنے جلال میں ہے۔ اور در و دیوار لرزہ میں کہاں ہیں وہ آنکھیں جو فرشتوں کو پہچانتی ہیں۔ آسمان پر ایک حکم لکھا گیا۔ کیا تم اُس سے ناواقف ہو۔ کیا تم رب العزت سے پوچھو گے کہ تو نے ایسا کیوں کیا اے نادان انسان! باز آجا کہ صاعقہ کے سامنے کھڑا ہونا تیرے لئے اچھا نہیں!!

(سراج منیر ص)

لیکن عناد اور تعصب کا بھوت تیرے سر پر سوار تھا۔ تو خدائی باتوں کا شنوانہ ہوا۔ اور اپنے ناپاک منصوبوں میں آگے ہی آگے قدم بڑھاتا گیا۔

تیری ہدایت کے لئے "اولوالعزمؑ رہنما آیا اُس نے محبت والفلاص سے تجھے بارگاہِ الٰہی تک لے جانے کے لئے دعوت دی۔ مگر تو آتشِ حسد سے جل گیا۔ غیظ و غضب کی آگ تیرے سینے میں بھڑکنے لگی۔ تو نے طرح طرح کے منصوبے کئے۔ اپنی کوتاہ نظروں کے باعث تو نے عاشقِ محمدؐ کو دشمنِ محمدؐ ظاہر کیا۔ . . . . حالانکہ اُس نے صاف کہا سے

محمدؐ پر ہماری جان فدا ہے
کہ وہ کوئے صنم کا رہنما ہے

تو نے خود مشاہدہ کیا کہ قرآن جو ایک بند کتاب کے طور پر مسلمانوں کے ہاتھ میں تھا۔ خدا تعالےٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت اور مسیح موعود علیہ السلام کے فیض سے اس اولوالعزم راہنما کے لئے یہ کتاب کھول دی ہے اور اس میں سے نئے سے نئے علوم اُس پر ظاہر کئے گئے۔ مراکز تثلیث میں خدائے واحد کی صدا گونجنے لگی بیرونی ممالک میں اُس کے غلاموں کے ذریعہ خدا کا آخری سلام پہنچا اور دنیا کا ایک حصہ اُس نور سے منور ہوا۔ مگر تیرا ظلمت کدہ دل برابر تاریک رہا!! اور از راہ حسد پہلے تو نے اُسے دائرہ اسلام سے خارج سمجھا۔ پھر اس کے قتل کے در پے ہوا۔

اور بالآخر ایسا ناپاک حملہ کیا جو تیری رسوائے عالم تاریخ میں ایک بدنما دھبہ کے طور پر ہمیشہ کے لئے قائم رہے گا!!

ہم جانتے ہیں کہ خدا کے کلام میں جہاں محبوب آقا کو اولوالعزم بیان کیا گیا تھا وہاں ضرور تھا کہ سابقہ اولوالعزم انسانوں کی طرح آپ کو بھی صد درجہ صبر آزما حالات میں سے گزر کر اپنے مطاع صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح فاصبر کما صبر اولوالعزم من الرسل کے ارشاد خداوندی پر عمل کرنے کی توفیق ملتی!!

جنسِ وفا کا پیمانہ

کلام سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

دشمن کو ظلم کی برچھی سے تم سینہ و دل برمانے دو
یہ درد رہے گا بن کے دوا تم صبر کرو وقت آنے دو
یہ عشق و وفا کے کھیت کبھی خوں سینچے بغیر نہ پنپیں گے
اس راہ میں جان کی کیا پروا جاتی ہے اگر تو جانے دو
تم دیکھو گے کہ انہی میں سے قطراتِ محبت ٹپکیں گے
بادل آفات و مصائب کے چھاتے ہیں اگر تو چھانے دو
صادق ہے اگر تو صدق دکھا قربانی کر ہر خواہش کی
ہیں جنسِ وفا کے ماپنے کے دنیا میں یہی پیمانے دو
جب سونا آگ میں پڑتا ہے تو کندن بن کے نکلتا ہے
پھر گالیوں سے کیوں ڈرتے ہو دل جلتے ہیں جل جانے دو
یا عشق محمدؐ عربی ہے یا احمدؐ ہندی کی ہے وفا
باقی تو پرانے قصے ہیں زندہ ہیں یہی افسانے دو
وہ تم کو حسین بناتے ہیں اور آپ یزیدی بنتے ہیں
یہ کیا ہی سستا سودا ہے دشمن کو تیر چلانے دو
میخانہ وہی ساقی بھی وہی پھر اس میں کہاں غیرت کا محل
ہے دشمن خود بھینگا جس کو آتے ہیں نظر خمخانے دو
محمودؔ اگر منزل ہے کٹھن تو راہ نما بھی کامل ہے
تم اس پہ توکل کر کے چلو آفات کا خیال ہی جانے دو

سالِ رواں کا پروگرام

(۱) "ہر تعلیم یافتہ مرد اور عورت جماعت کے کسی ایک مرد یا عورت کو جو لکھنا پڑھنا نہیں جانتا۔ معمولی لکھنا پڑھنا سکھا وے"۔

(۲) "جماعت کا ہر فرد چھوٹا ہو یا بڑا۔ عورت ہو یا مرد تحریک جدید میں حصہ لے۔ جماعت کا کوئی فرد تحریک جدید سے باہر نہ رہ جائے"۔

(۳) "ہر احمدی زمیندار جو فصل عام طور پر کاشت کرتا ہے۔ وہ اس کا ½ فیصدی زیادہ بوئے اور اس کی آمدنی تحریک جدید میں دے"۔

(۴) ہر احمدی اپنے ہاتھ سے کچھ نہ کچھ زائد کام کرے اور اس سے جو آمد ہو۔ وہ اشاعت اسلام کے لئے دے"۔

بیداری کا الارم

جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان سے محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کا خطاب

احباب جماعت! آپ نے اسی اخبار میں اپنے پیارے امام ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز پر جو ناپاک قاتلانہ حملہ کیا گیا۔ اسکی تفاصیل پڑھ لی ہونگی۔ اور حضور کے پیغام کو بھی مطالعہ کر لیا ہوگا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہامات سے یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے مبارک زمانہ میں جماعت احمدیہ کو شاندار ترقیات حاصل ہونگی۔ اور آپ سب دوست اس بات کو بخوبی جانتے ہیں۔ کہ کس طرح جماعت نے حضور کے مبارک عہد خلافت میں اپنا قدم ترقی کی طرف بڑھایا نہ صرف یہ کہ مخالفین احمدیت اس جماعت کو حسد کی نگاہ سے دیکھنے لگے ہیں۔ بلکہ اس کے مقابلہ سے عاجز آکر اب ایسے اوچھے اور وحشیانہ طریقوں پر اتر آئے ہیں جس کا نمونہ اس ظالمانہ حملہ میں نظر آتا ہے۔

دراصل یہ حادثہ جماعت کے لئے ایک تازیانہ ہے۔ جو جماعت کو بیدار کرنے کے لئے خدا تعالیٰ کی طرف سے لگایا گیا ہے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز گذشتہ کئی سالوں سے جماعت کو ان کے فرائض کی طرف توجہ دلاتے رہے۔ کہ وہ خدا تعالیٰ سے اپنے تعلق کو مضبوط کریں۔ اسلام اور احمدیت کی اشاعت اور تبلیغ کیلئے اپنی جانوں۔ اپنے مالوں اور عزیز اوقات کو خرچ کریں۔ لیکن ہم لوگ سوتے رہے ہیں۔ اور بیدار ہونے میں نہیں آتے۔ خدا تعالیٰ نے ہمیں ایسا امام اور رہنما عطا فرمایا ہے جسے خود خدا تعالیٰ نے "فخر رسل" کے نام سے پکارا ہے۔ پس ہمیں اپنے محبوب اور پیارے امام کے وجود میں خدا تعالیٰ کی جو نعمت عظمیٰ ملی ہے۔ اسکی پوری پوری قدر کرنی چاہئے۔

بلا شبہ اس وقت ہر احمدی کے دل میں یہ جذبات موجزن ہونگے۔ کہ کاش وہ اپنے پیارے امام کے حضور حاضر ہو۔ اور اسے حضور کی زیارت نصیب ہو۔ اور اگر ممکن ہو۔ تو حضور کے درد میں شریک ہو۔ مگر حالات کی مجبوری کی وجہ سے ناممکن ہے۔ لیکن ایک اور بات ممکن ہے۔ اور وہ یہ کہ جس مقاصد کی تکمیل کے لئے ہمارا پیارا امام کھڑا ہے اور جس کی خاطر خدا کی راہ میں عمر کا بڑا حصہ گذار دیا ہے۔ ہم بھی اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے ہر وقت کوشاں رہیں جیسا کہ حضور اپنے پیغام میں فرماتے ہیں

"(میں) اسلام اور احمدیت کے لئے ہر پیاری سے پیاری چیز قربان کرنے کے لئے تیار ہوں"

میرے دوستو! یہ تبھی ممکن ہے جب ہم سب متحد ہو کر اپنا سب کچھ اس راہ میں قربان کرنے کے لئے تیار ہو جائیں۔

پیارے بھائیو! مجھے نہایت افسوس کے ساتھ یہ لکھنا پڑتا ہے۔ کہ ہماری بھارت کی بڑی بڑی جماعتوں کے افراد میں باہمی تنازعات کے باعث ایک دوسرے کے خلاف نفرت کے جذبات پائے جاتے ہیں۔ اور ایسے لوگ اپنی نادانی کی وجہ سے جماعت کے مفاد کو پس پشت ڈالتے ہوئے ایک دوسرے سے لڑنے جھگڑنے میں مصروف رہتے ہیں حالانکہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ دیکھو جب تک تم اتفاق اور اتحاد سے رہو گے تمہارا رعب قائم رہے گا۔ لیکن جب تم نے اسے چھوڑ دیا۔ تمہاری شوکت جاتی رہے گی۔

پس اس نازک وقت میں جبکہ مخالفین احمدیت اپنا پورا زور اسے مٹانے کے لئے صرف کر رہے ہیں۔ ہم بجائے اپنی طاقت کو ضائع کرنے کے اتفاق اور اتحاد کی برکت سے اپنے تئیں مضبوط چٹان کی طرح بنائیں۔ اور احمدیت کی شاندار عمارت کی تعمیر میں پوری سرگرمی کے ساتھ لگ جائیں

میرے دوستو! خدا سے ڈرو۔ اور اپنے بھائی کے لئے نفرت اور دشمنی کے جذبات دل سے نکال دو۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

"تم آپس میں جلد صلح کرو۔ اور اپنے بھائیوں کے گناہ بخشو۔ کیونکہ شریر ہے وہ انسان کہ جو اپنے بھائی کے ساتھ صلح پر راضی نہیں۔ وہ کاٹا جائے گا۔ کیونکہ وہ تفرقہ ڈالتا ہے۔ تم اپنی نفسانیت ہر ایک پہلو سے چھوڑ دو۔ اور باہمی ناراضگی جانے دو اور سچے ہو کر جھوٹوں کی طرح تذلل کرو۔ تا تم بخشے جاؤ"

خدا تعالیٰ ہم سب کو توفیق دے۔ کہ ہم اور ہماری آئندہ آنے والی نسلیں اسلام اور احمدیت کے لئے ہر پیاری سے پیاری چیز قربانی کرنے کے لئے تیار رہیں آمین۔ واللہ الموفق وھو المستعان۔

نجات کی طرف دوڑو

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

۱۔ خدا تعالیٰ نے مومنوں سے ان کی جانیں اور مال اس شرط پر مانگ لئے ہیں کہ وہ ان کو جنت دیگا (قرآن کریم) اے مومنو! کیا تم نے اپنے مالوں کا کوئی حصہ بھی تحریک جدید میں دیا ہے۔ کہ تم خدا سے جنت مانگ سکو؟

۲۔ دنیا میں آج خدا تعالیٰ کو قریباً ہر گھر اور ملک سے نکال دیا گیا ہے۔ اے احمدی مخلصو! خدا تعالیٰ نے تم کو مقرر کیا ہے۔ کہ خدا کو اس کے گھر میں داخل کرو۔ کیا تحریک جدید کے جہاد میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیکر تم خدا کو اس کے گھر میں داخل نہ کرو گے۔

۳۔ سب سے زیادہ مظلوم انسان آج محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ ہر سال لاکھوں کتب آپ کے چاند سے زیادہ روشن چہرہ پر گرد ڈالنے کے لئے شائع کی جاتی ہیں۔ اے محمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے دعویدارو! کیا تم اس کے جواب میں اپنی جیبوں میں ہاتھ نہ ڈالو گے۔ اور تحریک جدید میں حصہ لیکر اپنی محبت کا ثبوت نہ دو گے؟

— مرزا محمود احمد —

غلبۂ تقدیر ربانی

عبث ہیں باغ احمد کی تباہی کی یہ تدبیریں
چھپی بیٹھی ہیں تیری راہ میں مولیٰ کی تقدیریں
بھلا مومن کو قاتل ڈھونڈنے کی کیا ضرورت ہے
نگاہیں اسکی بجلی ہیں تو آہیں اسکی شمشیریں
تیری تقصیریں خود ہی تجھ کو سزا پہنچینگی اے ظالم
لپٹ جائینگی تیرے پاؤں میں وہ بن کے زنجیریں

محسود کر کے چھوڑیں گے ہم حق کو آشکار
روئے زمیں کو خواہ ہلانا پڑے ہمیں
(کلام محمود)

بقیہ صفحہ نمبر ۷

اور خواب صاحبان کی غلامی سے نجات دینے کے لئے حکومت بھارت تگ و دو کر رہی ہے۔

جب پہلے اسیروں کی رہائی کا معاملہ ختم ہونے کو آیا۔ تو دوسری عالمگیر جنگ میں اتحادیوں نے جاپان اور جرمنی اور وسط یورپ کو ۱۹۴۵ء میں اس لئے اسیر بنا لیا کہ انہوں نے دوسری عالمگیر جنگ کیوں بھڑکائی۔ اور جب اہل جاپان اور جرمنی اور وسط یورپ کے اسیروں کو رہا کرنے کے لئے کسی قوم اور کسی لیڈر نے بھی آواز بلند نہ کی۔ اور نہ کوئی کوشش کی۔ تو دسمبر ۱۹۴۵ء میں اسیروں کے رستگار نے اہل امریکہ کو (جو اہل انگلستان و فرانس و جرمنی کی جگہ دنیا میں لینا چاہتے ہیں) مخاطب کیا۔ اور ان کو کہا۔ کہ جلد سے جلد جاپان اور جرمنی اور وسط یورپ اور ان اسیروں کو (جو روس کے قبضہ میں ہیں) رہائی دو اور ملاؤ۔ اور ان کو مسلح کرو۔ اور سپین کو بھی اپنے ساتھ ملاؤ۔ اور پرانی بے مروتی کو خیر باد کہو اور ایشیا اور خصوصاً اسلامی ممالک کے متعلق اپنی قدیم پالیسی کو بدلو۔ اور یہ اسی اسیروں کے رستگار محمود کی آواز کی تاثیر ہے۔ کہ جاپان کو رہائی ملی۔ اور صلح نامے پر دستخط ہوئے۔ مغربی جرمنی کو مسلح کیا گیا۔ اور سپین کی طرف حکومت امریکہ نے دوستی کا ہاتھ بڑھایا۔ اور اسے اپنے ساتھ ملایا۔ اور سپین میں ہوائی اڈے قائم کئے جا رہے ہیں۔ اور روس نے بھی کئی سو قیدی جو کئی سال سے اسیر تھے جاپان کو واپس بھیج دیئے۔ اور اب آسٹریا اور مشرقی جرمنی کو رہا کرنے کے لئے بھی کانفرنس منعقد ہے۔ اور یہ سب کچھ اسیروں کے رستگار محمود کی برکت ہے۔ مبارک ہے وہ جو اس آسمان سے آنے والی پاک روح سے محبت رکھتا ہے۔ جو اسیروں کی رستگاری کا موجب ہے۔ اور غلامی سے رہائی پانے کے بعد خدا تعالیٰ کا شکر کرتا ہے۔ اور ہمارے!

— ۴ —

دُنیا کے عظیم الشان محسن پر شرمناک قاتلانہ حملہ

:- از مکرم مولوی برکات احمد صاحب بی اے راجیکی۔ ناظر امور عامہ قادیان دارالامان :-

ہمارے دل صدمہ اور رنج سے مخزون اور آنکھیں اشکبار ہیں۔ کہ ایک نادان اور انسانیت کے دشمن نوجوان نے ہمارے محسن و مقدس آقا و مقتدا و سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ پر شرمناک قاتلانہ حملہ کیا ہے۔ جس آقا و امام کا وجود نہ صرف جماعت احمدیہ اور اسلام کے لئے باعث ہزارہا برکات و انوار ہے۔ اور جماعت اور اسلام کا شاندار مستقبل حضور کی ذات سے وابستہ ہے۔ بلکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ مقدر ہے۔ کہ آپ کے وجود سے مختلف اقوام برکت پائیں اور آپ کے ذریعہ سے خدا تعالیٰ کا جلال اور تقدیس اور تمجید ظاہر ہو۔ خدا تعالیٰ نے آپ کو اس شان کا نادر الوجود انسان بنایا ہے۔ کہ ایسے وجود دُنیا میں ایک لمبے وقفہ کے بعد پیدا ہوتے ہیں۔ اور اپنے بعد سینکڑوں سال تک دُنیا کو ترقی کی راہ پر گامزن کر جاتے ہیں۔

آپ کے متعلق پیشگوئیاں

آپ کی پیدائش سے پہلے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام بانی سلسلہ احمدیہ کو آپکی بلند شان اور اعلیٰ مقام کے متعلق لسان قدس سے اطلاع دی گئی تھی۔ اور آپ کو موجودہ زمانہ کا "مصلح موعود" بنایا گیا۔ یہی نہیں بلکہ آپ کے عظیم الشان وجود کے متعلق گذشتہ انبیاء اور صلحاء و اولیاء امت نے عظیم الشان پیشگوئیاں کیں۔

آپکی محبت و شفقت

جیسا کہ حملہ کے بعد آپ کے پیغام سے (جو اسی پرچہ میں شائع ہوا ہے) ظاہر ہے۔ آپ اپنی جماعت اور اپنے ماننے والوں کو اپنی بیویوں اور بچوں اور عزیز ترین رشتہ داروں سے بھی زیادہ محبت کرتے ہیں۔ صرف یہی نہیں۔ بلکہ آپ کی محبت ہمدردی اور شفقت تمام بنی نوع انسان کے لئے وقف ہے۔ اور اس سے آپ کے دشمن بھی محروم نہیں۔ اسی حملہ کی تفصیلات سے جو موصول ہوئی ہیں۔ ظاہر ہے۔ کہ آپ نے زخم لگنے کے بعد اس انتہائی صدمہ اور تکلیف کی حالت میں مسجد سے اپنے گھر میں داخل ہوتے ہوئے بار بار یہی فرمایا۔ اور تاکید کی۔ کہ حملہ آور کو نہ مارا جائے۔

دُنیا کے اس عظیم الشان محسن نے جس طرح اہل ملک اور قوم کی خدمات سرانجام دی ہیں۔ وہ ایک لمبی مگر سنہری حروف میں لکھے جانے کے قابل داستان ہے۔ بین الاقوامی امن کے قیام کے لئے آپ کے پیش کردہ اصول اقوام عالم کے لئے ہمیشہ مشعل راہ کا کام دیں گے اور اندرون ملک میں فرقہ وارانہ منافرت اور خلفشار کو دور کرنے کے لئے آپ نے جس عدل و انصاف اور رواداری کے جذبہ سے ہندوؤں سکھوں اور مسلمانوں کی رہنمائی کی ہے۔ وہ صرف آپ کا ہی حق ہے۔ وہ آپ ہی ہیں۔ جنہوں نے ہندو مسلمان منافرت کی شدت کے وقت نواکھلی کے ہندوؤں پر ظلم دیکھتے ہوئے گاندھی جی کو مظلوم ہندوؤں کی امداد کے لئے مبلغ پانچہزار روپے بذریعہ تار بھجوایا۔ آپ نے ہی باوجود مسلمان رہنما ہونے کے اپنی رواداری کے جذبہ کے ماتحت پٹنہ صاحب اور پنجہ صاحب کے تاریخی گوردواروں میں پانچ پانچ صد روپیہ کی رقوم بطور امداد دیں۔ اور اسی طرح کئی اور گوردواروں میں امداد دی۔ آپ نے ہی اپنے مرکز قادیان کی ہندو سکھ اور مسیحی بیواؤں اور یتیموں کے زندگی بھر کے لئے وظیفے لگائے۔ جن میں سے بعض ابھی تک مل رہے ہیں۔ آپ کا ہی مقدس وجود ہے جس نے تشدد اور خلاف قانون حرکات کی خواہ وہ کسی اپنے ہم قوم کی طرف سے ہوں۔ یا کسی غیر کی طرف سے ہمیشہ مذمت کی ہے۔ اور دُنیا کے سامنے امن کا بلند مینار تعمیر کیا ہے۔ فی الحقیقت آپ غریبوں اور بیکسوں کے ہمدرد و غمخوار۔ بیواؤں کے پھلانگ اور یتیموں کے ملجا و ماوی ہیں۔

خدا کا مظہر

آپ کے وجود سے زندہ خدا کی تجلیات ظاہر ہوتی ہیں۔ خدا تعالیٰ کے ساتھ آپ کو ہمکلامی کا شرف حاصل ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی دعاؤں کو سنتا اور آپ کو اپنی نصرت اور تائید سے نوازتا ہے۔ اس زمانہ میں خدا تعالیٰ کی معرفت اور شناخت کا سب سے بڑا ذریعہ اور وسیلہ آپ ہی ہیں اور مذہب کی اصل حقیقت آپ کے وجود اور نمونہ میں آشکارا ہے۔

شرمناک حملہ

لیکن یہ کس قدر افسوس کا مقام ہے۔ کہ ایک کمینہ اور بدباطن نوجوان نے مذہب اور اخلاق کے اس عظیم الشان محسن پر اس طرح شرمناک اور قاتلانہ حملہ کیا ہے۔ یہ فعل اس قدر بھیانک اور دکھ دہ ہے کہ ہر شریف انسان کو خواہ کسی مذہب اور ملت سے تعلق رکھتا ہو۔ اسکی مذمت کرنی چاہیے۔ ہندوستانی اخبارات میں سے اکثر نے اس قاتلانہ حملہ کو کسی گہری اور سوچی سمجھی ہوئی سازش کا نتیجہ قرار دیا ہے۔ اور اگر ان تفصیلات پر غور کیا جائے۔ جو اب تک اس وحشیانہ اقدام کے متعلق شائع ہوئی ہیں۔ تو یہ بات یقینی طور پر ثابت ہوتی ہے۔ کہ یہ حملہ ان فسادات اور قتل و غارت کی ایک کڑی ہے۔ جو سال گذشتہ میں احمدیہ جماعت کے خلاف برپا کئے گئے۔ اور جن پر سے عدالتی کمشن کی تحقیقات نے پردہ اُٹھایا ہے۔ ناکام اور شوریدہ سر دشمن نے جب اپنے منصوبہ کا راز فاش ہوتے دیکھا۔ تو یہ آخری حربہ استعمال کیا۔

پاکستان کے بعض علماء کے اس موقعہ پر پہلی دفعہ ایسے فعل پر مذمت کے بیانات بھی ضروری طور پر معنی خیز ہیں۔ کیونکہ اس سے پہلے یہی علماء فتنہ انگیزی کروانے اور ڈائرکٹ ایکشن کی حمایت میں پیش پیش تھے۔ اور انہوں نے کبھی بھی ایسی فتنہ انگیز حرکات کی مذمت کرنے کی تکلیف گوارا نہیں کی تھی۔ لیکن اب فوراً اس قسم کے مذمتی اعلانات سے ان کی غرض سوائے اپنی برأت ظاہر کرنے کے اور حکومت کی گرفت سے بچنے کے اور کچھ نہیں ہم حکومت پاکستان سے پر زور درخواست کرتے ہیں کہ وہ اس معاملہ کی پوری طور پر تحقیق کرے۔ اور اس سازش کی تہ تک پہنچے۔ اور جو جو پارٹیاں یا افراد اس شرارت اور فتنہ میں شریک ہیں۔ ان کو کیفر کردار تک پہنچائے۔ ورنہ ملک کا امن و امان درہم برہم ہو جائیگا۔ اور علاوہ ملک کی بدنامی کے جو پہلے ہی گذشتہ سال کے فسادات کی وجہ سے بہت کچھ ہو چکی ہے۔ اسکی ترقی کی راہ میں اور بھی سنگ گراں حائل ہو جائیں گے۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کی ذات ستودہ صفات کو نقصان پہنچانا صرف حضور یا آپ کی جماعت کے لئے باعث نقصان نہیں۔ بلکہ اس سے انسانیت اخلاق۔ روحانیت اور مذہب کو ناقابل تلافی نقصان پہنچتا ہے۔ اور اسلام کی۔ ہاں اس اسلام کی جس کے نام پر نادان دشمن ایسی حرکات کرنا چاہتا ہے سخت ذلت اور رسوائی ہوتی ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ دوم حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ وارضاہ پر اسی قسم کے ایک بدباطن شخص نے حملہ کر کے آپ کی مقدس اور بابرکت جان کا اتلاف کیا۔ مورخین اسلام آج تک اس منحوس گھڑی کو اسلام کے لئے ضعف اور نقصان کا باعث یقین کرتے ہیں۔ اور اس نقصان کی تلافی بعد کی عظیم الشان جدوجہد اور کوشش سے بھی نہ ہو سکی

اے احمدی بھائیو

آج ہم کو خدا تعالیٰ نے دوبارہ فاروق ثانی اور فضل عمر کی نعمت سے نوازا ہے۔ اور وہ تلافی جو ہم خود اپنی کوشش اور جدوجہد سے نہ کر سکتے تھے۔ خدا تعالیٰ نے اپنی تقدیر خاص سے کی ہے۔ پس آؤ ہم اس بابرکت وجود کی جو ہم سب کی جانوں۔ اموال۔ اور عزتوں سے بھی ہزارہا گنا بڑھکر قیمتی ہے جسطرح اس کا حق ہے۔ قدر اور حفاظت کریں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی قیمتی امانت ہے۔ آؤ! ہم اس امانت کا حق ادا کر کے اللہ تعالےٰ کے نزدیک سرخرو ہوں۔ اور ان فضلوں اور برکتوں کے وارث ہوں۔ جو خدا تعالیٰ نے سلسلہ حقہ کے لئے مقدر کئے ہیں۔

اسلام اور احمدیت کا نازک پودہ اس وقت چاروں طرف سے دشمنوں کے نرغہ میں ہے۔ اور مشرق و مغرب اور شمال و جنوب کی مسموم ہوائیں اس کو جھلس دینے کے لئے تیزی سے چل رہی ہیں۔ دین متین کی کشتی متلاطم سمندر میں تھپیڑے کھا رہی ہے۔ آؤ ہم سب ملکر اس ناخدا۔ اس کامیاب و قابل قدر رہنما کی قیادت میں آگے بڑھتے چلے جائیں۔ اور اسکی درازیٔ عمر۔ صحت و عافیت کے لئے شب و روز درد مندانہ دعائیں کریں۔ تا کہ اس کا سایہ ہمارے سروں پر تادیر رہے۔ اور اس کے فیوض و برکات اور ہدایت ہر آن ہماری رہنمائی کریں اور خدا تعالیٰ وہ دن جلد لائے جب ہم اپنے مقدس امام کی غلامی اور معیت میں ان وعدوں اور خوشخبریوں کو پورا ہوتے دیکھیں۔ جو ہمارے آقا و مطاع سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بیان فرمائی ہیں۔ اے خدا تو ایسا ہی کر۔ ثم آمین

تار۔ اور اُس کا جواب

نظارت امور عامہ قادیان کی طرف سے جناب ہائی کمشنر صاحب و ڈپٹی ہائی کمشنر صاحب فار پاکستان اِن انڈیا کی خدمت میں علی الترتیب دہلی اور جالندھر جو تاریں بھجوائی گئی تھیں اس کا متن اور جناب ڈپٹی ہائی کمشنر صاحب جالندھر کی طرف سے آمدہ جواب درج ذیل ہے۔

"مرکز احمدیت قادیان میں یہ افسوسناک اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ جماعت احمدیہ کے روحانی پیشوا حضرت خلیفۃ المسیح (ایدہ اللہ تعالیٰ) ربوہ میں چاقو کے حملہ سے زخمی کر دئے گئے ہیں۔ اس خبر کو سن کر ہندوستان میں مقیم احمدی احباب سخت رنجیدہ اور فکرمند ہیں۔ براہ مہربانی حضور کی خیر و عافیت کے متعلق مفصل اطلاع دیں۔ اور پاکستان گورنمنٹ سے درخواست کریں۔ کہ وہ فوری طور پر حفاظتی اقدام کرے۔ اور اس معاملہ میں تحقیقات کر کے ان تمام لوگوں کو جو اس سازش میں شریک ہیں سزا دے"۔ **جواب** "حضرت خلیفۃ المسیح تسلی بخش طور پر روبصحت ہیں۔ گورنمنٹ پہلے ہی ضروری کارروائی کر رہی ہے"۔ ڈپٹی ہائی کمشنر جالندھر۔ ۱۳.۳.۵۴

"خدا کا سایہ اُس کے سر پر ہوگا"

از حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی دام فیضہ

خدا تعالیٰ کی قدیم سے یہ سنت چلی آئی ہے کہ وہ اپنے روحانی سلسلوں اور ان کے پیشواؤں کی خارق عادت طور پر مدد فرماتا ہے۔ ابناء الدنیا چاہتے ہیں کہ ان کو نیست و نابود کر دیں اور ان کے کام کو ہر طرح سے ملیا میٹ کر دیں۔ لیکن خدا تعالیٰ ان کے لئے خاص غیرت اور حفاظت کا نمونہ دکھاتا ہے۔ اور جب تک اپنا مقصد پورا نہیں کر لیتا۔ ان کو آنچ تک نہیں آنے دیتا۔

خدا تعالیٰ کے موعود اور اولوالعزم خلیفہ سیدنا حضرت المصلح الموعود ایدہ اللہ تعالیٰ ابھی پیدا نہ ہوئے تھے کہ خدا کے کلام میں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر نازل ہوا۔ آپ کے متعلق عظیم الشان خوشخبریاں دی گئیں۔ اور جہاں ایک طرف مخالفت کے طوفانوں کی خبر دی گئی وہاں عظیم الشان نصرت اور فتح اور ترقی کو آپ کے وجود باجود کے ساتھ وابستہ کیا گیا۔ اور آپ کو یہ نشان دیا گیا کہ آپ ان طوفانوں اور آندھیوں میں سے خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ ان کے کلمات کہتے ہوئے گذر جائیں گے۔ اور کوئی بڑے سے بڑا دشمن آپ کے مقاصد عالیہ میں مزاحم نہ ہو سکیگا۔

آپ کا لمبا زمانہ خلافت ہمارے سامنے گذرا ہے۔ دشمن نے ہاں آپ کے دشمن نے نہیں بلکہ خدا اور اُس کے دین حق کے دشمن نے ہر ممکن طریق سے آپ پر وار کئے۔ اور آپ کو نیچا دکھانے کی کوشش کی۔ لیکن خدا تعالیٰ کی وہ پیشگوئی ان الفاظ میں تھی یعنی

خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا

ہمیشہ سچی ثابت ہوئی۔ اور آپ خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ اور اس کے جلال و جمال کے سایہ کے نیچے بڑھتے ہی چلے گئے۔ اور آپ کی کوششیں ہر میدان میں ثمر دار ہوتی گئیں ہر میدان میں فتح و کامرانی آپ کے قدم چومتی گئی۔ اور آپ کے مٹانے کی خواہش رکھنے والے خود مٹتے گئے۔ اور ایک ایک کر کے میدان مقابلہ سے ہٹتے گئے

اس وقت دشمن نے روحانی۔ علمی۔ نقلی۔ عقلی۔ اور اخلاقی دلائل میں بری طرح پسپا ہونے کے بعد اب اپنی ذلت کا نہایت کمینہ اور رذیل ثبوت دیا ہے۔ اور ہمارے آقا و مطاع پیارے جیسے ہتھیاروں سے حملہ کیا ہے۔ لیکن وہ اس میں بھی انشاء اللہ ذلیل و خوار ہوگا۔ اور دنیا یہ نشان اور پیشگوئی جو زیب عنوان ہے یعنی "اس کے سر پر خدا کا سایہ ہوگا" بڑی آب و تاب سے پوری ہوتی دیکھے گی یہ مقدس خلیفہ خدا کے جلال کے ظہور کا باعث ہے اس کے دین کی حقانیت کا زندہ اور روشن ثبوت ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے مقاصد میں اس کو فائز المرام کرے۔ آمین۔

۲۲ دل اور درد کی چیخیں اور آہ و بکا کی آوازیں اس طرح ان کے سینہ سے نکل رہی تھیں جس طرح آتش فشاں پہاڑ کے شعلے یہ رقت آمیز نظارہ الفاظ میں قلمبند نہیں کیا جا سکتا۔ صرف دیکھنے سے ہی تعلق رکھتا تھا۔ اس کے بعد صدقہ کی بھی تحریک کی گئی۔ چنانچہ قریباً یکصد روپیہ اسی وقت غریب درویشوں نے اکٹھا کر دیا جس سے قربانی بھی کر دی گئی۔ اور بقیہ رقم غرباء اور بیوگان و مساکین میں تقسیم کر دی گئی۔

۱۲ مارچ کو جو تار ربوہ سے پہنچی ہے اس میں صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب تحریر فرماتے ہیں:- "کہ گذشتہ رات ڈاکٹر ریاض قدیر صاحب آف لاہور نے حضور ایدہ اللہ کا معائنہ کیا زخم دو انچ سے کچھ زیادہ گہرا ہے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کو تھوڑی حرارت بھی ہو گئی ہے۔ باقی حالت بہتر اور امید افزا ہے" میں کوشش کروں گا کہ جماعتوں کو حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے متعلق روزانہ یا دوسرے دن کسی نہ کسی ذریعہ سے باخبر رکھوں۔

دوست اپنی اپنی جگہ پر اجتماعی بھی اور انفرادی بھی دعائیں جاری رکھیں۔ اور حسب توفیق صدقہ اور خیرات بھی کریں۔ تا وقتیکہ خدا تعالیٰ ہمارے پیارے امام کو کامل صحت عطا فرما دے۔ آمین

ضروری اعلان

اسی اخبار میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا رقت آمیز روح پرور پیغام درج ہے جو حضور نے تمام جماعت کے نام ارسال فرمایا ہے۔ ضروری ہے کہ جماعتوں کے جملہ امراء اور صدر صاحبان تمام افراد جماعت کو جمع کر کے سنا دیں۔ اور اپنے یہاں اجتماعی دعاؤں اور صدقات کا اہتمام کریں۔ خدا تعالیٰ ہمارے محبوب آقا کو جلد سے جلد کامل صحت عطا فرمائے اور حضور کا سایہ تا دیر ہمارے سروں پر رہے۔ آمین (ناظر اعلیٰ قادیان)

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ پر قاتلانہ حملہ

خبر ملتے ہی احمدی ایریا میں سراسیمگی

از جناب مولوی عبدالرحمٰن صاحب فاضل ناظر اعلیٰ و امیر جماعت احمدیہ قادیان

۱۱ مارچ ۱۹۵۴ء صبح ۸ بجے بذریعہ ریڈیو یہ خبر سنی گئی۔ کہ امام جماعت احمدیہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب پر کسی نوجوان نے قاتلانہ حملہ کر دیا ہے۔ یہ خبر کیا تھی۔ ایک صاعقہ تھی۔ جو ہمارے ایریا کی در و دیوار اور احمدیوں کے قلوب پر گری۔ اور ہر ایک اپنے کاروبار کو ترک کرتے ہوئے مرکز محلہ یعنی دار المسیح کی طرف دوڑتا ہوا نظر آ رہا تھا۔ کہ یہ کیا ہوا۔ کیا کیا جائے۔ سب سے پہلے حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب سے واقعہ کی تفصیل بذریعہ تار دریافت کی گئی۔ اور ڈاکخانہ میں آدمی تار دینے کے لئے بھیج دیا گیا۔ اتنے میں صاحبزادہ صاحب کی تار اسی واقعہ کے متعلق موصول ہوئی۔ جو کہ اخبار بدر میں اسی وقت شائع کروا دی گئی

ہم اتنی دور اس اندوہناک واقعہ کے لئے ہر قسم کی قربانی اور جد و جہد کرنے کو تیار تھے۔ جو ہماری مقدرت اور طاقت کے دائرہ کے اندر ہو۔ ہم میں سے ہر احمدی یہ چاہتا تھا کہ کاش اس کو پَر نصیب ہوں۔ تو وہ اُڑ کر اپنے پیارے امام کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لے۔ اور ان کے درد اور دکھ میں شریک ہو کر اپنے آپ کو قربان بھی کر کے تو کر کے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے سکھ کو موجب بن جائے۔ لیکن تقسیم ملک سے وہ سب ذرائع جو پہلے میسر تھے اور وہ اکثر اسباب جن سے ایک دوسرے کے غم میں شرکت ہو سکتی تھی۔ منقطع ہو چکے ہیں۔ اب سوائے اس کے خدائے تعالیٰ کے روبرو یک زبان ہو کر التجا کریں۔ کہ اے ہمارے پیارے خدا تو جانتا ہے کہ دشمن اور نام نہاد مسلمانوں نے جو کچھ پیچھے مذہب کی آڑ میں سیاست کے حصول کے لئے احمدیوں کے جانی و مالی نقصانات کئے۔ اور ان بے بسوں اور بے کسوں کو بری طرح قتل کیا۔ اور بعض کو جلتی ہوئی آگ میں ڈال کر بھسم کیا۔ اور ان کی جائیداد دن کو لوٹ لیا۔ اور ان کی عمارتوں کو نذر آتش کر دیا گیا۔ لیکن احمدیوں نے سب کچھ دیکھتے ہوئے ان سب باتوں کو برداشت کیا اور مقابل پر ہاتھ نہیں اٹھائے۔ کیوں اور کس لئے۔ اس واسطے کہ ان کے پیارے امام کا فرمان یہی تھا۔ کہ قربانی کرو۔ قربانی کرو۔ اور قانون کو ہاتھ میں نہ لو۔ یہ جان و مال سب کچھ خدا تعالیٰ کی دین ہے۔ اگر اس کے راستہ میں اور اس کے دین متین کی حفاظت میں خرچ ہو جائے۔ تو اس سے بہتر خرچ کا اور کونسا وقت ہے۔ درحقیقت ہر بیعت کے بعد ان دونو (جان و مال) کی قدر ایک احمدی کے دل میں رہ ہی نہیں سکتی۔

چنانچہ ان تمام باتوں کو جماعت کے دوستوں نے برداشت کیا۔ اور خوش تھے کہ ان کے امام اور مرکز خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے صحیح سالم اور قائم ہے۔ لیکن اس واقعہ نے جہاں ہم کو پہلے سے زیادہ چوکس اور ہوشیار رہنے کی طرف متوجہ کیا ہے۔ وہاں ہم کو ہمارے پیارے امام کے احکام پر عمل پیرا ہو کر ان میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی طرف بھی رغبت دلائی ہے۔ تاکہ اگر ہم اپنے امام کی صحبت و درد میں شریک نہیں ہو سکے تو حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے روحانی پروگرام کو سرانجام دے کر آپ کی خوشنودگی کا موجب بن سکیں۔ اللھم آمین۔

جوں جوں یہ خبر درویشوں کے کانوں تک پہنچی سب یکے بعد دیگرے دیوانہ وار دار المسیح کی طرف دوڑے کیونکہ وہی ایک مقام اس وقت ہمارے لئے ملجا و ماویٰ کا کام دے رہا ہے۔ اور اس کی حفاظت کے ذریعہ سے ہم حقیقتاً محفوظ ہیں۔ چنانچہ دوستوں کے مشورہ سے بڑی بڑی شہری جماعتوں کو تاروں کے ذریعہ سے اس واقعہ کی خبر دی گئی۔ اور چھوٹی چھوٹی گاؤں کی جماعتوں کو بذریعہ اخبار۔ تاکہ دوست اپنے پیارے امام کے لئے دعاؤں میں لگ جائیں۔ اور خدائے رؤف و رحیم کی درگاہ میں عجز و انکساری سے سربسجود ہوں۔ کہ اے ہمارے رحیم و کریم خدا تو ہمارے پیارے امام کو اپنی حفاظت میں رکھتے ہوئے جلد کامل صحت عطا کر۔ اور ان کا سایہ دیر تک ہمارے سروں پر قائم رکھ۔ تاکہ ترقی اسلام کے وہ وعدے جو تو نے اپنے مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ سے کئے ہوئے ہیں۔ اور جن کی وابستگی مصلح الموعود ایدہ الودود کے ساتھ بھی ہے۔ ان کو اپنی آنکھوں سے اسی موعود خلیفہ کے وقت میں دیکھیں۔

اسی وقت تمام مرد مسجد مبارک میں اور مستورات دالان اماں جان رضی اللہ عنہا کے کمرہ میں جمع ہو گئے اور دو رکعت نماز نفل حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی صحابی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پڑھائی۔ اس وقت درویشوں کے ہجوم

اسیروں کا رستگار محمود

از مکرم چوہدری محمد شریف صاحب فاضل مبلغ [illegible]

خدا تعالے کے مرسل حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود علیہ السلام نے ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کو ہوشیارپور (پنجاب) سے ایک عام اشتہار کے ذریعہ اعلان کیا۔ کہ اللہ تعالے نے مجھے ایک فرزند ارجمند کی ولادت کی بشارت دی جو بہت سی اعلےٰ صفات کا مجسمہ ہوگا۔ اور ان صفات میں سے ایک صفت "اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا" بھی ہے۔

جس وقت یہ پیشگوئی شائع کی گئی۔ تمام دنیا دجال دیا جوج ماجوج (جنہیں آج کل کی اصلاح میں امپیریلسٹ کہتے ہیں) کی غلامی کی زنجیروں میں جکڑی ہوئی تھی۔ چھوٹے چھوٹے ممالک اور قوموں کا تو کیا ذکر دنیا میں بلحاظ آبادی اور بلحاظ قومیت چین کے بعد سب سے بڑا ملک ہندوستان بھی اس کی غلامی میں پورے طور پر جکڑا جا چکا تھا اسلامی ممالک کے قریب باشندے بھی سلطان روم (ترکی) کے ماتحت تھے۔ جن کے متعلق عرب یہ کہتے ہیں۔ کہ وہ عربوں سے غلاموں جیسا ہی سلوک کرتے تھے۔ افریقہ کے کئی علاقے جرمن۔ فرانس اور بلجیئم وغیرہ کے اسیر تھے۔ اور جزائر شرق الہند ہالینڈ کے پنجہ میں گرفتار۔

ایک طرف یہ سیاسی غلامی تھی۔ دوسری طرف مذہبی غلامی بھی تھی۔ کہ کوئی مذہب عیسائیت کے سامنے اپنا سر اونچا نہیں کر سکتا تھا۔ اور نہ ہی عیسائیت کو للکار سکتا تھا۔ اور نہ ہی کوئی شخص اپنے علماء کی کسی بات کو رد کر سکتا تھا۔ اور نہ ان کے خلاف اپنے منہ سے کوئی کلمہ نکال سکتا تھا۔

تیسری طرف عادات کی غلامی بھی تھی۔ اور لوگ اپنے رسم و رواج میں اس طرح اسیر تھے۔ کہ ان کی عادتوں کا بدل جانا اور عادتوں کی غلامی سے نجات حاصل کر جانا خیال میں بھی نہیں آسکتا تھا۔ اگر صرف ملک پنجاب کے ہی رسم و رواج اور عادات و تقالید کو جو خوشی اور غمی کے موقعوں پر منائی جاتی تھیں۔ خیال میں لایا جائے۔ تو انگشت بدنداں ہونا پڑے گا خوشی کے موقعہ پر میراثیوں اور ڈوموں اور بھانڈوں اور نقالوں اور قوالوں اور براتوں اور جہیزوں اور زیورات کی نمائش اور آتش بازی اور باجا گاجا اور روپوں پیسوں کی بوچھاڑ اور ٹھوٹھیوں اور بتاشوں اور مصری دتند اور نائیوں کے ذریعہ پیغام رسانی اور "گنڈھ" بھیجنا وغیرہ۔ اور غمی کے موقعہ پر نوحہ خوانیاں اور بین اور "مقان" اور صف ماتم اور چالیسویں اور "میاں جی" کے لئے روٹیاں اور برہمنوں پڑھنتوں کے لئے دان عام رسمیں اور عادتیں تھیں۔ جن سے اب تک کئی لوگ واقف ہوں گے۔

جہالت کے اسیروں کی تعداد حد و حساب سے باہر تھی۔ خال خال لوگ پڑھے لکھے نظر آتے تھے۔ اور عموماً علم حاصل کرنا بے وقوفی کی علامت سمجھی جاتی تھی۔

غفلت کا یہ سماں تھا۔ کہ لوگ باوجود زندہ ہونے کے ایسی حالت میں تھے۔ کہ گویا وہ قبروں میں مردے پڑے ہوئے ہیں جن میں کوئی حس و حرکت نہیں۔ اور جنہیں دنیا وما فیہا سے کوئی تعلق نہیں۔

ایسے وقت میں ایک آسمانی روح کے زمین پر آنے کا وعدہ دیا گیا۔ اور کہا گیا کہ یہ موعود علاوہ دیگر کارہائے نمایاں کر کے دکھانے کے "اسیروں کی رستگاری کا موجب بھی" ہوگا۔

یہ آسمانی روح ۹ جمادی الاولیٰ ۱۳۰۶ھ مطابق ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء زمین پر قادیان میں ظاہر ہوئی۔ اور حسب وحی الٰہی محمود نام پایا۔ اور اس کے اس عالم میں آتے ہی ان کے والد ماجد نے یہ اعلان کر دیا۔ کہ میں وہی مسیح ہوں جس کے آنے کا وعدہ پہلی کتب میں دیا گیا تھا۔

اس دعوے کے شائع ہوتے ہی تمام عالم میں ایک انقلاب پیدا ہو گیا۔ جس نے غافلوں کو جگا دیا۔ اور وہ جو قبروں میں مُردوں کی طرح پڑے ہوئے تھے آپ کے مقابلہ کے لئے اُٹھ کھڑے ہوئے۔ اور انہوں نے آپ کے خلاف ایک متحدہ محاذ قائم کر لیا۔ اور وہ تمام سستیاں اور غفلتیں جو مدت سے علماء کرام کے ساتھ وابستہ اور ان کے طفیل ان کے شاگردوں اور مریدوں اور معتقدوں میں بھی اثر کر چکی تھیں۔ زائل ہونے لگیں۔ اور آج اس غفلت کے پردے اس حد تک چاک ہو چکے ہیں۔ کہ ہر شخص جو اپنے حلقہ میں اپنی عزت بنانا چاہتا ہے۔ وہ اپنے نام کے ساتھ حسب مثل مشہور کہ

من ترا حاجی بگویم تو مرا حاجی بگو

مولانا یا مولوی کا لقب بغیر کسی علمی سند ہاتھ میں ہونے یا علمی لیاقت رکھنے کے اور داڑھی مونچھ صفاچٹ ہونے کے اپنے نام کے ساتھ لگا لیتا ہے۔ اور بجائے عیسےٰ زندہ باد کے اب ختم نبوت کے تحفظ کا سول ایجنٹ بن جاتا ہے۔

جو لوگ اپنے رسم و رواج اور عادتوں میں گرفتار تھے۔ ان کو بھی اس آسمانی روح محمود کے ذریعہ ان بلاؤں سے رہائی مل گئی ہے۔ آپ نے اپنی جماعت کو ہر قسم کے رسم و رواج اور عاداتِ قدیمہ کو خیرباد کہہ دینے کی تلقین کر کے اور اپنا نیک نمونہ قائم کر کے تمام رسم و رواج کے اسیروں کو رہائی عطا کر دی۔

آج سے پچیس۔ تیس برس قبل کہا جاتا تھا کہ احمدیوں کی شادی کیا ہے؟ بس سوگ کا نمونہ ہے۔ نہ باجا ہے نہ گاجا۔ نہ "گنڈھ" ہے نہ "بھاجی"۔ نہ نقال نہ قوال۔ نہ آتش بازی نہ بڑی بڑی براتیں ہیں۔ نہ نیوندرا (تنبول)۔ مگر آج تمام اہل پنجاب اپنے عمل سے گواہی دے رہے ہیں۔ کہ ہماری تمام پہلی عادتیں فضول خرچیاں تھیں اور روپیہ پیسہ کا ضیاع۔ اور ناک کی لاج رکھنے کی خاطر قرضہ اٹھا کر مفت کا ہم و غم سہیڑ لیا جاتا تھا۔ اس لئے ہم اس سے باز آئے۔ ادھر سرفروری چیز پر کنٹرول اور عالمگیر جنگوں نے ایسے اسباب پیدا کر دیئے ہیں۔ کہ سوائے معدودے چند اشخاص کی برات لے جانے یا دعوت کرنے کے لوگوں کو اجازت ہی نہیں۔ اور گذشتہ عالمگیر جنگ میں تو بعض ایسے مواقع بھی لوگوں کو پیش آئے۔ کہ ہندوستان میں رجو روئی بھی دوسرے ملکوں کو بھیجتا ہے) مُردوں کے لئے کفن ملنا بھی دشوار ہو گیا تھا۔ تیسویں اور چالیسویں کی کہاں ہمت ؟

مذہبی غلامی کے اسیر بھی آپ کے عہد سعادت مہد میں آزادی کا وہ دور دیکھ رہے ہیں جس کی تاریخ سابقہ تاریخوں میں مل نہیں سکتی وہی ہندو دھرم کے جاتا من کے سابقہ بڑے بڑے وِدوان یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ ہمالیہ پہاڑ پر دنیا ختم ہو جاتی ہے۔ اور سمندری سفر پاپ۔ اور گائے اور بکری اور مرغی کا ذبح کرنا بلکہ انڈا کھانا بھی مہان پاپ سمجھتے تھے۔ ان میں سے ایک گروہ تکرمہ میں اُدم٭ کا جھنڈا گاڑنے کے دعوے کرتا تھا اس کے بالمقابل اسلام کو عیسائیت کے مقابلہ میں احمد و محمود کے ذریعہ ایسی عظیم الشان فتح حاصل ہوئی ہے کہ دین اسلام جو پہلے عیسائیت کے ہاتھ میں اسیر تھا۔ اب عیسائیت کے مقابل پر دلائل و براہین اور آسمانی نشانوں کے ذریعہ ایسا غالب ہو چکا ہے، جیسے سراج منیر (سورج) ہر قسم کی روشنی دینے والے چراغوں اور چاند اور ستاروں پر غالب ہے۔

جہالت کے اسیروں نے بھی آپ کے زمانہ میں نندانی جہالت سے رہائی مل گئی ہے۔ اور کثرت مدارس نے دنیا کے ایک بہت بڑے حصہ کو نور علم سے منور کر دیا ہے۔ اب وہی بڑے بڑے لوگ جو علم حاصل کرنا بے وقوفی سمجھتے تھے۔ اپنے نونہالوں اور چشم چراغوں کو جب تک یورپ اور امریکہ میں "ولایتی" تعلیم نہ دلوا لیں ان کی "دیسی" تعلیم کو ناقص سمجھتے ہیں۔ موجودہ ایام میں تعلیم یافتہ لوگوں کی تعداد نے گذشتہ تمام ریکارڈ مات کر دیئے ہیں۔ اور اب شاید وہ دن دور نہیں۔ جب یہ کہا جائے گا۔ کہ ان پڑھ لوگ خال خال پائے جاتے ہیں۔

اسیروں کے رستگار محمود کے زمانہ میں اور محمود کے ہاتھ سے سیاسی غلامی کی زنجیریں ایسی ٹوٹی ہیں کہ اب پھر یہ زنجیریں بھی بفضلہ تعالے لوگوں کی گردنوں میں نہ پڑ سکیں گی۔ ساری دنیا امپیریلزم اور امپیریلسٹوں کے خلاف نعرے لگا رہی ہے۔ اور نبرد آزما ہے۔ اور امپیریلسٹ خود بھی اپنے دعوے سے دست بردار ہو چکے ہیں۔ پاکستان آزاد ہوا۔ ہندوستان آزاد ہوا۔ سیلون آزاد ہوا۔ برما آزاد ہوا۔ انڈونیشیا آزاد ہوا۔ جاپان ڈیموکریسی کی طرف تیزی سے حرکت کر رہا ہے۔ چین جمہوریت بنا۔ ایران سابقہ استبدادی بادشاہت سے آزاد ہوا۔ اسلامی ممالک ترکوں کے ہاتھ سے آزاد ہوئے روس میں قیصریت کا بری طرح خاتمہ ہوا۔ جرمنی کا قیصر ختم ہوا۔ ہٹلر نذر آتش ہوا اور جرمنی کے مقبوضات یعنی غلام ممالک آزاد ہوئے۔ اٹلی کے غلام ممالک آزاد ہوئے۔ فرانس کی نوآبادیاں یا بلفظ دیگر قبضہ جابرانہ ان کے ہاتھ سے نکل رہی ہیں۔ افریقہ کے غلام ممالک آزادی کے لئے نبرد آزما ہیں۔ انگلستان مجبوراً اپنی ایمپائر سے ہاتھ دھو بیٹھا۔ اور کامن ویلتھ کی صف میں آ بیٹھا۔ غرض سیاسی اسیروں کو محمود کے زمانہ میں سیاسی غلامی سے رستگاری حاصل ہوئی۔

ریاست کشمیر کا حال تو سب کو معلوم ہے۔ کہ سب سے پہلا شخص جس نے ۱۹۳۱ء میں اہل کشمیر کی سیاسی غیر انسانی غلامی کو آزادی سے بدل دینے کے لئے اولوالعزمی سے قدم اٹھایا۔ وہ محمود ہے۔ اور اب ہندوستان میں ریاستوں کے باشندوں کو مہاراجگان (باقی دیکھو کالم ۴ صفحہ ۴)

٭ معلوم ہوتا ہے کہ یہ عربی لفظ اُمّ ہے۔ جس کے معنی ہیں۔ ماں۔ چونکہ پرماتما اپنے بندوں سے بہت محبت رکھتا ہے۔ اور ان کی تربیت ایسی شفقت سے کرتا ہے جیسے ماں۔ اس لئے یہ لفظ پرماتما کے لئے استعمال کر لیا گیا ہوگا۔ جیسے تورات و انجیل میں خدا کے لئے باپ کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے۔ واللہ اعلم۔ منہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ پر قاتلانہ حملہ کی متعلق ہندوستانی اخبارات کے تاثرات

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ پر جو ظالمانہ اور قاتلانہ حملہ کسی کینہ اور بدباطن دشمن نے کسی گہری سازش کے ماتحت کیا ہے۔ اس کے متعلق ہندوستان کی مختلف اخبارات نے اپنے ایڈیٹوریل نوٹ لکھے ہیں چند اخبارات کے اقتباسات بجنسہٖ احباب کے ملاحظہ کے لئے درج ذیل کئے جاتے ہیں۔ (ایڈیٹر)

احمدیوں کے پیشوا پر قاتلانہ حملہ

پاکستان میں دوسری اقلیتوں سے اکثریت کے سلوک کا اندازہ صرف اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ احمدی فرقہ جو قرآن کو اپنا مذہبی صحیفہ اور اور مسلمان پیغمبر کو اپنے پیغمبر مانتا ہے۔ آج اس کے لئے بھی عرصہ حیات تنگ کر دیا گیا ہے۔ اور اکثریت کے افراد کو اتنا مشتعل کر دیا گیا ہے کہ ان میں سے ایک نے ابھی دکّے دن ہی احمدیوں کے پیشوا مرزا البشیر الدین محمود پر عین اس وقت چھرے سے قاتلانہ حملہ کیا جبکہ وہ صحن مسجد سے ادائیگی نماز کے فریضہ سے فارغ ہونے کے بعد مشکل رہے تھے۔ مرزا صاحب واضح الفاظ میں اعلان کر چکے ہیں کہ وہ دوسرے مسلمانوں کی طرح حضرت محمد صلعم کو آخری نبی مانتے ہیں مگر اکثریت کی باگ ڈور جن متعصب لوگوں کے ہاتھوں میں ہے وہ اس اعلان کو منافقت کہتے رہے ہیں۔ اور چند ماہ پہلے مغربی پنجاب میں ختم نبوت کی جو تحریک مولوی صاحبان نے لاہور کو مرکز بنا کر چلائی۔ اس کے نتیجہ کے طور پر احمدیہ فرقہ کے افراد کو اسی طرح مظالم کا نشانہ بنایا گیا۔ جس طرح ۱۹۴۷ء میں غیر مسلمانوں کو بنایا گیا تھا۔ تعصب کا زہر مسلم عوام کی رگ رگ میں تب سے بھرا جا رہا ہے۔ جب سے مسلم لیگ نے تحریک پاکستان نے ابھارنا شروع کیا۔ اور جب لوگوں کے دل و دماغ پر تعصب کا جنون اور نشہ سوار ہو تو انہیں دلائل سے قائل کرنا ممکن نہیں رہ جاتا۔ جہاں تک مغربی پاکستان کا تعلق ہے اس میں سوائے چند ہزار ہندوؤں کے جو زیادہ تر کراچی وغیرہ محفوظ شہروں میں کاروبار کرتے ہیں کوئی غیر مسلم ہی نہیں احمدیوں سے کٹر سنّی مولوی مذہبی عناد رکھتے ہیں۔ حالانکہ ان میں اور سنّی مسلمانوں میں وہم فرق ہے۔ جو ہمارے یہاں اکالی اور نامدھاری سکھوں میں۔

اکالیوں کا ایمان یہ ہے۔ کہ دسم پاتشاہ کے بعد گوروئی کا سلسلہ ختم کر دیا گیا تھا۔ اور سکھوں کو شری گورو گرنتھ کے تابع پنتھ کی رہنمائی میں چلنا چاہیئے۔ برعکس اس کے نامدھاری اپنے اپنے پیشواؤں کو بھی گورو کا درجہ دیتے ہیں جنہوں نے دسم پاتشاہ کے کافی عرصہ بعد اس سیپرد اٹے کو جنم دیا۔ لیکن سکھوں میں چونکہ وہ مذہبی تعصب موجود نہیں۔ جو سنّی مسلمانوں میں عموماً پایا جاتا ہے اس لئے اکالیوں اور نامدھاریوں میں کبھی کوئی بڑا جھگڑا نہیں ہوا۔

مرزا البشیر الدین محمود پر کئے گئے قاتلانہ حملے سے یہ سگنل ملتا ہے۔ کہ مغربی پاکستان میں ان کے فرقہ کے لوگوں پر کوئی بڑی مصیبت جلد آنے والی ہے۔ اور اسی خطرہ کے پیش نظر مغربی پنجاب میں ہنگامی صورت حالات کا اعلان کر دیا گیا ہے۔ برعکس اس کے ہمارے یہاں قادیان میں بھی احمدی مسلمان رہتے ہیں۔ مگر انہیں ہندوؤں سے یا سکھوں سے کوئی شکایت نہیں ہوئی۔

(پربھات ۱۴ مارچ ۱۹۵۴ء)

خلیفہ قادیان پر حملہ

ربوہ ضلع جھنگ میں جہاں قادیانیوں کا ہیڈ کوارٹر ہے خلیفہ قادیان مرزا البشیر الدین محمود پر حملہ کی اطلاع موصول ہوئی ہے۔ مرزا صاحب بعد دوپہر ایک مسجد سے نماز ادا کرنے کے بعد باہر آ رہے تھے کہ ایک نوجوان نے انہیں چاقو گھونپ دیا جس سے ان کی گردن پر زخم آئے۔ مرزا صاحب کے دربانی گارڈ بھی جو حملہ آور سے گتھم گتھا ہوگئے زخمی ہو گئے۔ مرزا صاحب کا اپریشن کیا گیا اور ان کی حالت خطرہ سے باہر بیان کی جاتی ہے

اگر مغربی پنجاب کی پچھلی ۲۵-۳۰ سال کی تاریخ پر نظر ڈالی جائے تو معلوم ہوگا کہ مرزائیوں کے خلاف عام مسلمانوں میں جذبہ بہت دیرینہ ہے تقسیم کے بعد یہ زیادہ سے زیادہ گہرا ہوگیا۔ مرزائیوں کے خلاف ایجی ٹیشن بڑھتی گئی۔ یہاں تک کہ ۱۹۵۳ء میں سارے مغربی پنجاب میں احمدیوں کے خلاف منافرت کی آگ بھڑک اٹھی۔ عوام کے جذبات مشتعل کئے گئے اور احمدیوں کی مار دھاڑ شروع ہوگئی۔ یہاں تک کہ لاہور جیسے شہر میں جہاں پولیس کے زبردست انتظامات کئے گئے تھے احمدیوں کے لئے اپنے گھروں سے باہر نکلنا مشکل ہوگیا بے شمار اشخاص ہلاک اور زخمی ہو گئے۔ کئی مقامات پر احمدیوں کے مکان لوٹ کر جلا دیئے گئے۔ لاہور میں مارشل لاء کے نفاذ کی نوبت آ گئی۔ مگر اس پر بھی فسادات کی آگ پوری طرح فرو نہ ہوئی۔ کئی ماہ کے بعد بڑی مشکل سے امن بحال ہوا۔ مگر یہ آگ اندر ہی اندر سلگتی رہی۔ گورنمنٹ نے لاہور ہائیکورٹ کے چیف جسٹس منیر اور جسٹس کیانی پر مشتمل ایک تحقیقاتی کمیٹی مقرر کی۔ جس میں غیر احمدی گواہوں نے احمدیوں کے خلاف جی کھول کر شہادتیں دیں۔ نیز گواہوں نے تمام گڑبڑ کی ذمہ داری مسٹر ظفر اللہ خاں پر ڈال دی۔ جو مرزا البشیر الدین کے دست راست تصور کئے جاتے ہیں اور جنہیں احمدیہ جماعت میں بڑی عزت اور توقیر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ پنجاب کی تقسیم سے کئی سال پہلے احمدیوں کے خلاف جو ایجی ٹیشن ہو رہی تھی اس نے تقسیم کے بعد زیادہ نازک صورت اختیار کر لی۔ عام مسلمان اور خاص کر مجلس احرار احمدیوں کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھتے ہیں۔ اور پاکستان گورنمنٹ پر زور دیتے رہتے ہیں۔ کہ انہیں ملک کے نئے آئین میں اسی طرح ایک مذہبی اقلیت قرار دیا جائے جس طرح کہ ہندوؤں اور عیسائیوں کو۔ گورنمنٹ اس مطالبہ کو ابھی تک منظور کرنے کو تیار نہیں ہوئی۔ اس ایجی ٹیشن میں روزنامہ "زمیندار" کے مولانا ظفر علی خاں اور ان کے فرزند مولانا اختر علی نمایاں حصہ لیتے رہے۔ اخبار زمیندار کے کالموں میں اور پبلک جلسوں میں احمدیوں کے خلاف زبردست پروپیگنڈا جاری رہا۔ آخر یہ آگ تقسیم کے بعد بھڑک اٹھی۔

اگر گذشتہ واقعات پر غور کیا جائے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مرزا صاحب پر قاتلانہ حملہ کسی منظم سازش کا نتیجہ ہے ورنہ ایک نوجوان کو ان پر حملہ کرنے کی اور خاص کر اس صورت میں جبکہ دو محافظ بھی ان کے ہمراہ تھے اس طرح حملہ کرنے کی جرأت نہ ہوتی۔ توقع ہے کہ پولیس کی تحقیقات اور مقدمہ کی سماعت کے دوران میں اس سلسلہ میں ضرور ہی سنسنی خیز انکشافات ہوں گے۔ پاکستانی پنجاب کی گورنمنٹ نے صوبہ میں ہنگامی صورت حالات کا اعلان کر دیا ہے۔ لیکن اگر یہ خیال کیا جائے کہ ایسی تدابیر اختیار کرنے سے عام مسلمانوں کا جو احمدیوں کو مسلمان نہیں سمجھتے جذبہ ہمیشہ کے لئے ٹھنڈا پڑ جائے گا۔ تو یہ غلط خیال ہے۔ پاکستان میں احمدیہ جماعت کی سب سے بڑی مشکل یہ ہے کہ وہ عام مسلمانوں کے مقابلہ میں بھاری اقلیت میں ہیں۔ یہ ٹھیک ہے کہ وہ منظم اور متحد ہیں۔ مگر جب ان کے خلاف ایجی ٹیشن زیادہ بھڑک اٹھے تو ان کی کیا پیش چل سکتی ہے۔ مرزا بشیر الدین محمود پر اس قاتلانہ حملہ نے احمدیوں کے لئے ایک بڑا اہم سوال کھڑا کر دیا ہے۔ کہ کیا وہ اتنی اقلیت میں ہوتے ہوئے پاکستان میں رہ سکتے ہیں؟ کیونکہ ہمیں ان کے متعلق حالات کے سدھرنے کی کوئی صورت نظر نہیں آتی۔ ان کے خلاف برسوں کی ایجی ٹیشن سے پیدا شدہ جذبہ کو عام مسلمانوں کے دلوں سے دور کرنا مشکل ہے۔

(ہند سماچار جالندھر مورخہ ۱۲ مارچ ۱۹۵۴ء)

خلیفہ قادیان پر حملہ

پاکستانی پنجاب میں ربوہ کے مقام پر مرزائیوں کے خلیفہ مرزا البشیر الدین محمود پر جو قاتلانہ حملہ ہوا وہ اسی قسم کے دیگر واقعات کی یاد دلاتا ہے جو تیرہ سو سال پرانی اسلامی تواریخ میں رونما ہو چکے ہیں۔ حیرانی کی بات ہے کہ اپنے آپ کو دیندار کہنے والا مسلمان مذہبی پیشواؤں کو مسجدوں ہی میں اور بعض اوقات نماز پڑھتے ہی وقت قتل کرنا ثواب سمجھتا ہے۔ اسلام کے چوتھے خلیفہ حضرت علی کوفہ کی مسجد میں شہید کئے گئے۔ اور ان کی طرح دوسرے کئی لوگ بھی مارے گئے۔ اس میں خلیفہ قادیان ایک استثنا نہیں ان پر بھی حملہ نماز کے بعد مسجد میں ہی ہوا۔ بہرحال یہ واقعہ اس بات کا سگنل ہے کہ پاکستان میں مرزائیوں کے خلاف کا علم کھلا جہاد ہی دب گیا ہے۔ بالکل ختم نہیں ہوا۔ پچھلے دنوں احمدیوں کے خلاف جو بلوے ہوئے ان میں احمدیوں کو بھی اسی طرح مارا اور لوٹا گیا اور ان کی عورتوں کی عزت اسی طرح لٹی جس طرح بٹوارے کے وقت ہندوؤں اور سکھوں کی۔ ساور تو اور بعض حالتوں میں مغربی پنجاب کے کئی فیم سکرٹری لیڈر اور وزیر بھی بلوائیوں کی پشت پر تھے مرکز نے ان واقعات کو مارشل لاء کی مدد سے دبا دیا۔ اور اب خلیفہ پر حملہ کے بعد ان فسادات کو پھوٹنے سے روکنے کے لئے ہنگامی حالات کا اعلان کر دیا ہے۔ مرزا صاحب بٹوارے سے پہلے ہی اپنے مکہ قادیان اور بہشتی مقبرے کو چھوڑ کر پاکستان چلے گئے تھے۔ جہاں انہوں نے نکاسی جائداد الاٹ کرانے کی بجائے چنیوٹ کے قریب ربوہ کے نام سے نیا قادیان آباد کیا لیکن پاکستان جو تنظیم ہی منافرت کی بنیاد پر ہوا۔ اُن کے وجود کو بھی برداشت نہیں کر سکتا۔ مرزا صاحب دل میں کہتے ہوں گے ؎

کیا یہ نمرود کی خدائی تھی
بندگی میں میرا بھلا نہ ہوا

(دیر بھارت امرتسر دہلی مورخہ ۱۴ مارچ ۱۹۵۴ء)